بسم اللہ — حامداً و مصلیاً

مولانا سیّد محبوب حسن واسطی

سیرت کیا ہے؟

درجِ ذیل مضمون اِن نکات کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔

سیرت کیا ہے؟

(۱) لفظ سیرت کی لغوی تشریح؟

(۲) لفظ سیرت کے اصطلاحی اور معروف معنی؟

(۳) مروّجہ معنی میں اس کا استعمال کب سے شروع ہوا؟

(۴) سیرت کے ذیل میں کیا کیا مباحث و عنوانات آتے ہیں؟

لغوی تحقیق

لفظ سیرت اِسم ہے اور فعل سَارَ یَسِیرُ (باب ضرب یضرب) بمعنی چلنا، جانا، سفر کرنا، سے نکلا ہے۔ قرآن مجید میں فعلِ ماضی سَارَ کا استعمال سورۂ قصص میں اس طرح آیا ہے!

فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا - (۱)

”غرض جب موسیٰ اس مدّت کو پوری کر چکے اور (باجازت شعیب علیہ السلام کے) اپنی بی بی کو لے کر (مصر یا شام کو) روانہ ہوئے تو ان کو کوہ طور کی طرف سے ایک (روشنی بشکل) آگ دکھائی دی۔“

فعل مضارع یسیروا کا استعمال قرآن مجید میں سورۂ روم میں اس طرح آیا ہے۔

اَوَ لَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ

مِنۡ قَبۡلِهِمۡ كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً ○ (۲)

''کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں، جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا۔ وہ ان سے قوت میں بڑھے ہوئے تھے۔''

سار یسیر کا مصدر عربی میں پانچ طرح آیا ہے۔ سَیراً، تَسیار اً، مسیراً، مَسیرۃ اور سَیرورۃ –

مصدر سیراً کا استعمال سورۂ طور میں قیامت کے سلسلے میں اس طرح آیا ہے!

وَتَسِيۡرُ الۡجِبَالُ سَيۡرًا ○ (۳)

''اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے۔''

فعل سار کو جب لفظ السنّۃ کے ساتھ استعمال کریں مثلاً کہیں سار السنۃ تو اُسکے معنی ہوتے ہیں سلکھا و عمل بھا (وہ اُس کے طریقے پر چلا اور عمل کیا) مثلاً عربوں کا یہ قول اوّل راضی سنّۃ من یسیر ھا (کسی طریقہ پر راضی ہونے والا پہلا وہ شخص ہے جو اس پر عمل کرے)۔ اسی طرح جب عربی محاورہ میں کہتے ہیں سِر عنك، جو در حقیقت مخفف ہے سرو دع عنك الشك و المراء کا جس کے معنی ہوتے ہیں ''چل! شک اور جھگڑا چھوڑ اور درگزر کر'' اسی طرح کہتے ہیں اِستَارَ اِستِیَاراً بسِیَرۃِ فلان جس کے معنی ہیں مشیٰ علیٰ خطّتِہِ وَاستَنَّ بسنَّتِہِ یعنی وہ اُس کے نقش قدم پر چلا اور اُس نے اس کا طریقہ اپنایا۔

تو جب فعل سارَ یسیر کے معنی ہوئے چلنا تو جو اِسم (یعنی لفظ سیرت) اُس سے نکلا اُس کے معنی ہوئے چال چلن، طرزِ زندگی، کردار، طریقہ، عادت، ہیئت، حالت، سوانح حیات، کسی شخص کے لوگوں کے ساتھ سلوک کی کیفیت، چنانچہ کسی شخص کی خوبی بیان کرتے ہوئے کہا جاتا ہے ھُوَحَسَنُ السیّرۃ (وہ اچھی عادات و کردار کا حامل ہے) یعنی لوگوں کے ساتھ اُس کا سلوک اچھا ہے۔ اسی سے عربی کی یہ مثل چلی من طابت سریرتُہ، حُمِدَتْ سیرتُہ، (جس کا باطن اچھا اور نیت اچھی۔ اُس کا سلوک اچھا۔ اُس کی سیرت اچھی)۔ قرآن مجید میں لفظ ''سیرت'' بمعنی ہیئت سورۂ طٰہٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے قصے میں اس طرح آیا ہے کہ جب اُن کا عصا معجزہ کے طور پر دوڑتا ہوا سانپ بن گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُسے ہاتھ میں لیتے ہوئے قدرے خوف محسوس ہوا تو اُن سے ارشادِ ربانی ہوا!

خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ○ (۴)

''اس کو پکڑلو اور ڈرو نہیں۔ ہم اس کو ابھی اُس کی پہلی سیرت (ہئیت وحالت) پر کردیں گے۔''

اصطلاحی و معروف معنی

مصدر ''سیرا'' اور اسم ''سیرت'' کے بالترتیب لغوی معنی چلنا اور چال چلن ہیں، اصطلاحی و معروف معنی طرزِ عمل۔ طریقہ۔ معاملہ۔ کردار۔ صلح و جنگ کے متعلق اسلام کا مخصوص طریقہ۔ غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کا بین الاقوامی قانون اور آخیراً سیرت بمعنی سوانح حیات کی طرف انتقالِ معنی مختلف مراحل میں ہوا۔

ابتداء ''سیرا'' سے مراد السّیر الی الغزو (اسلامی فوج کا جنگ کے لئے جانا) ہوتا تھا۔ چنانچہ اسلامی غزوات اور جنگوں کے بیان کے لئے جو کتابیں لکھی جاتی تھیں اُنہیں کتاب المغازی یا کتاب السِّیَر (س کا زیر اور یٰ کا زبر۔ سیرت کی جمع) کا نام دیا جاتا تھا۔ حضرت ابن شہاب زہری (م ۱۲۴ھ) محمد بن اسحٰق (م ۱۵۱ھ) اور عمر بن راشد الازدی (م ۱۵۲ھ) کی کتاب المغازی اور بعد کے دور میں محمد بن عمر الواقدی کی کتاب التاریخ والمغازی، ابن عبد البر کی الدرّر فی اختصار المغازی والسّیر اور سلیمان بن موسیٰ الکلاعی الاندلسی کی الاکتفاء فی مغازی رسول اللہ سیرت کی ایسی ہی چند کتابیں ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا تفصیلی بیان ہے۔ بعد کے ادوار میں لفظ سیرت کے مفہوم میں قدرے توسیع ہوئی اور سیرت کی کتابوں میں امام وقت کا غازیوں، اسلامی فوج اور دشمن فوج کے ساتھ مختلف سلوک اور ان سے مختلف معاملات کا بیان کیا جانا شروع ہوا (سیر الامام و معاملاتہ مع الغزاۃ والانصار والکفار)۔ دورانِ جنگ دشمن کے مختلف طبقوں مثلاً کافر۔ باغی۔ طالب امن (مُستامن)، مرتد، ذمّی وغیرہ کے ساتھ مختلف نوعیت کے سلوک کے بیان کے لئے لفظ

''سیرت'' استعمال کیا جانے لگا۔ حافظ عبدالمومن الدمیاطی کی سیرت دمیاطی، شیخ ظہیر الدین گازرونی کی سیرتِ گازرونی، علّامہ مغلطائی کی سیرت مغلطائی اور ابن عبدالبر الاندلسی کی سیرتِ ابن عبدالبرّ اس کی چند مثالیں ہیں۔ اہل فقہ نےاِس کے مفہوم میں کچھ تبدیلی کر کے لفظ سیرت بین الاقوامی قانون کے لئے استعمال کرنا شروع کیا۔ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مشہور شاگرد حضرت امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ نے کتاب السِّیَر الکبیر اسی معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھی۔ یعنی جنگ و صلح میں مسلمانوں کا دیگر اقوام و ملل کے ساتھ معاملہ و طریقہ۔ بعض محدثین نے مخصوص مضامین سیرت کو شمائل و خصائل کے نام سے ترتیب دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا، حالات و عادات اور کریمانہ اخلاق کی حد تک سیرت کے مضامین کو مخصوص کر دیا۔ محمد بن عیسیٰ الترمذی (صاحبِ ترمذی شریف) کی الشمائل النبوّیہ والخصائل المصطفویہ اس کی ایک نمایاں مثال ہے۔

اخیراً سیرت کے مفہوم میں مزید توسیع ہوئی اور یہ کسی اہم تاریخی ہستی کے کارناموں اور اُس کی سوانح حیات کے لئے استعمال ہونے لگا جس میں اُس اہم ہستی کے ذاتی حالات اُس کے عادات و خصائل، اُس کا معاشرتی، معاشی، علمی یا سیاسی مقام، اُس کی تعلیمات کے مثبت اثرات اور اُن کے نتیجہ میں ظہور پذیر معاشی، معاشرتی یا سیاسی تبدیلیاں وغیرہ جملہ اُمور پر روشنی ڈالی جانے لگی۔ شبلی نعمانی کی ''سیرت النبی ﷺ'' یا 'سیرۃ النعمان'' محمد ادریس کاندھلوی کی 'سیرت المصطفیٰ ﷺ'' حبیب الرحمٰن خاں شروانی کی 'سیرت ابو بکر صدیقؓ'' قاضی سراج الدین احمد کی ''سیرت فاروقؓ'' سید سلیمان ندوی کی ''سیرت عائشہؓ'' عبدالسلام ندوی کی ''سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ'' شاہ معین الدین احمد ندوی کی ''سیر الصحابہؓ'' سعید انصاری کی ''سیر الصحابیاتؓ'' قاضی اطہر مبارک پوری کی ''سیرت ائمہ اربعہ'' اور طالب ہاشمی کی ''سیرت سعد بن ابی وقاصؓ'' اس کی چند مثالیں ہیں۔

سیرت اور قرآن مجید

قرآن کریم محض سیرت کی کتاب نہیں ہے۔ اس میں سیرت کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے۔ محققین نے بطور نص بیان کردہ قرآنی مطالب و معانی کی پانچ اقسام بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ علم احکام ...... عبادات، معاملات، خانگی نظم و نسق، ملکی و انتظامی امور میں جو چیزیں حلال، حرام، فرض، واجب، مندوب، مباح، یا مکروہ ہیں اُن کا بیان۔ حضرات فقہاء نے اسے اپنی علمی و تحقیقی کاوشوں کا محور بنایا ہے۔

۲۔ علم مخاصمہ ...... غیر مسلم گمراہ فرقوں میں خصوصاً یہود و نصاریٰ اور منافقین و مشرکین کے عقائد کا بطلان اور اِن فرقوں سے مخاصمہ، حضرات متکلمین نے اسے اپنی علمی مساعی کی جولان گاہ بنایا ہے۔

۳۔ علم تذکیر بایّام اللّٰہ...... حضرات انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام اور نیک لوگوں کے قصے اور اُن پر انعامات الٰہی کا ذکر۔ نیز نافرمان بندوں کے تذکرے ان کی سزاؤں اور ان پر عذاب الٰہی کا ذکر۔ اہل سیر نے ایسی آیات کو خصوصیت سے اپنا موضوع بنایا ہے۔

۴۔ علم تذکیر بالموت ...... موت کے بعد پیش آنے والے واقعات کا علم، حشر نشر، جنت دوزخ، حساب کتاب اور میزان عدل وغیرہ کا ذکر۔ یہ ذاکرین کا خصوصی شعبہ ہے۔

۵۔ علم تذکیر بالآء اللّٰہ ...... اللہ پاک کی نعمتوں، تخلیق ارض و سماء اور عنایات باری تعالیٰ کا ذکر۔ یہ واعظین کی خصوصی دلچسپی کا شعبہ ہے۔ تو اس طرح سیرت منصوص قرآنی شعبہ ہے اور اُس کا قرآنی تعلیم سے گہرا تعلق ہے۔

مختلف قرآنی آیات میں نہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے متعدد واقعات کا ذکر ہے دیگر انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں سے متعلق بھی ہمیں قرآنی سورتوں میں کافی مواد ملتا ہے۔ قرآن کریم میں جن ۲۵ پیغمبروں کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے اُن میں سے بعض کے نام پر تو مستقل قرآنی سورتیں ہیں مثلاً سورۂ یونس۔ ۱۰، سورۂ ھود۔ ۱۱، سورۂ یوسف۔ ۱۲، سورۂ ابراہیم۔ ۱۴، سورۂ محمد۔ ۴۷، اسی طرح بعض صالحین کے نام پر بھی بعض قرآنی سورتوں کے نام رکھے گئے ہیں، مثلاً سورۂ کہف۔ ۱۸، سورۂ مریم۔ ۱۹، سورۂ لقمان۔ ۳۱ وغیرہ۔ اسی طرح بعض انبیاء و صالحین کا مختلف قرآنی سورتوں میں نام لے کر یا بغیر نام لئے تفصیلی ذکر ہے۔ یہ درحقیقت ان بزرگوں کی سیرتیں ہی ہیں جن میں مومنین کے لئے زندگی کے پاکیزہ نمونے اور متعدد عبرتیں اور سبق ہیں۔ سورۂ ھود میں مومنین کے لئے اِن سیرتوں کے بیان کی حکمت اور بعض فوائد اس طرح بتائے گئے ہیں۔

مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (۵)

"کہ اس کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور ان قصوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی راست (اور واقعی) ہے اور مسلمانوں کے لئے نصیحت ہے اور یاد دہانی ہے"

یعنی ہمارے اس بیانِ سیرت سے آپ کا فائدہ بھی مقصود ہے اور عام مومنین کا نفع بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور آپ ﷺ کے پاکیزہ حالات وواقعات سے متعلق قرآنی آیات میں کافی ذخیرہ موجود ہے اور یہ آپ ﷺ کی سیرت کا مستند ترین حصہ ہے۔ مثلاً!

۱۔ آپ ﷺ کا نام مبارک محمدؐ (۶) یا نام مبارک احمدؐ (۷)۔

۲۔ آپ ﷺ کا پاکیزہ نسب نامہ: آپ ﷺ کے والدِ بزرگوار حضرت عبداللہ سے لے کر اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک (۸)، لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ میں لفظ اَنْفُسِكُمْ کو (بروایت حضرت انسؓ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فَ کے پیش کے بجائے فَ کے زبر کے ساتھ پڑھا (اَنفَسکُم بمعنی افضلکم و اشرفکم) جس کے معنی ہیں بیشک آئے تمہارے پاس اللہ کے رسول جو تمہارے سب سے افضل واشرف اور سب سے زیادہ پاکیزہ خاندان سے ہیں اور اس آیت کی تلاوت کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"انا انفسکم نسبا و صهرا و حسبا – لیس فی ابائی من لدن ادم سفاح کلنا نکاح"

میں باعتبار حسب ونسب وسسرالی رشتہ تم سب سے بہتر اور افضل ہوں۔ میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم سے لے کر اب تک کہیں زنا نہیں۔ سب نکاح ہے۔ (۹)

۳۔ آپ ﷺ کے اجداد کی اعلیٰ سیاسی و معاشرتی خدمات، (۱۰) کہ اُن کی کامیاب مساعی سے امن وامان قائم ہوا۔ موسم سرما وگرما میں سفر ممکن ہوا، تجارتی راستے کھلے اور بین الاقوامی تجارت شروع ہوئی۔

۴۔ آپ ﷺ کی یتیمی و غیبی نصرت ومدد (۱۱)،

۵۔ آپ ﷺ کا عظیم اخلاق (۱۲)،

۶۔ آپ ﷺ کی تواضع، آپ ﷺ کا انکسار، (۱۳)،

۷۔ آپ ﷺ کی للٰھیت، شفقت ورحمت، مزاج کی نرمی، (۱۴)،

۸۔ آپ ﷺ کا اُمی ہونا، کتابی علم اور لکھنے پڑھنے سے ناآشنا ہونا تاکہ کوئی گستاخ یہ وہم نہ کر سکے کہ گزشتہ آسمانی کتابیں پڑھ لی ہوں گی اور اب یہ قرآن اُس کی نقل ہے۔ (۱۵)،

۹۔ کتابی علم نہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ کا زبردست علم لدنی، آپ ﷺ کی حکمت ودانائی اور آپ ﷺ پر خصوصی فضل ربانی کہ دنیا کے بڑے بڑے دانشور اب بھی آپ ﷺ کے کمالات پر کتابیں لکھتے لکھتے تھکے جاتے ہیں اور دنیا کے بڑے بڑے تحقیقاتی علمی ادارے آپ کے عظیم اصلاحی کارناموں کو قلمبند کرتے ہوئے محوِ حیرت ہیں۔ (۱۶)

۱۰۔ آپ ﷺ کی پاکیزہ جوانی جس کے آپ ﷺ کے دشمن، اہل کتاب اور مکہ کے کافر بھی معترف تھے۔ (۱۷)

دیکھئے ابن ھشام کیسے پیارے الفاظ میں آپ ﷺ کی پاکیزہ جوانی کا نقشہ کھینچتے ہیں۔

فشب رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم و اللّٰه یکلا ہ ویحفظه ویحوطه من اقذار الجاهلیة لمایرید به من کرامته ورسالته حتّٰی بلغ وکان رجلاً وافضل قومه مروءۃ واحسنهم خلقاً واکرمهم حسبا و احسنهم جوارا واعظمهم حلما و اصدقهم حدیثاً الخ (۱۸)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں دورِ جوانی میں داخل ہوئے کہ اللہ پاک آپ کی حفاظت و نگرانی فرماتے اور دورِ جاہلیت کی تمام گندگیوں سے آپ ﷺ کو محفوظ رکھتے تھے اس لئے کہ نبوت و رسالت اور عزت و کرامت سے آپ ﷺ کو سرفراز فرمانے کا اللہ کا ارادہ ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ پورے جوان اور مرد بن گئے۔ مروّت وحسنِ اخلاق میں قوم میں سب سے بہتر۔ حسب و نسب میں سب سے اعلیٰ۔ سب سے اچھے ہمسائے اور پڑوسی، حلم و بردباری اور

امانت و دیانت میں سب پر فائق۔ بات کرنے میں سب سے زیادہ سچے۔ فحش و بداخلاقی سے بہت دور یہاں تک کہ آپ ﷺ امین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

۱۱۔ شعر و شاعری اور مبالغہ آمیزی سے آپ کو دور رکھا گیا۔ (۱۹)

۱۲۔ یہاں تک کہ چالیس ۴۰ سال کی عمر میں جب آپ ﷺ کے قویٰ خوب مضبوط ہو گئے۔

حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً (۲۰)

تو آپ ﷺ کو منصب رسالت سے سرفراز فرمایا گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی اقراء کا پیغام ربانی لے کر آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور وحی کا نزول شروع ہوا۔ (۲۱) اور آپ ﷺ نے تبلیغ دین متین شروع کی۔ (۲۲)

۱۳۔ ابتدائی تین ۳ سالوں میں یہ تبلیغ خفیہ دعوت کی شکل میں رہی پھر آپ ﷺ کو ببانگ دہل اور اعلانیہ تبلیغ اور جہلاء سے دور رہنے کا حکم ہوا۔ (۲۳)

۱۴۔ اعلانیہ تبلیغ پر مخالفت کا طوفان کھڑا ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے مذاق اُڑایا۔ (۲۴) کچھ نے جھٹلایا، تکذیب کی۔ (۲۵) اور کچھ نے اس تحریک کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بننا شروع کیے۔ (۲۶)

۱۵۔ دشمنوں کی طرف سے جاہلانہ اور انتہائی غیر مناسب مطالبات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا کر دکھاؤ تب تمہیں سچا جانیں یا زمین جلدی جلدی طے کر کے دکھا دو یا مُردوں سے ہماری بات کرا دو۔ (۲۷)

۱۶۔ اس قرآن کے علاوہ اور کوئی قرآن لاؤ یا اس قرآن میں کچھ ترمیم کر دو۔ (۲۸)

۱۷۔ بالفرض یہ سب کچھ کر دیا جاتا اور پھر بھی ان کی تکذیب و استہزاء کا سلسلہ جاری رہتا تو قانونِ الٰہی حرکت میں آتا اور سب ہلاک کر دیئے جاتے اور رحمۃ اللعالمین کی اُمت کے ساتھ ایسا ہو یہ قدرت کو منظور نہ تھا۔ (۲۹)

۱۸۔ آپ ﷺ کا دشمن ولید بن مغیرہ آپ ﷺ کو ذھنی ایذاء پہنچانے کے لئے کہتا کیا عجیب بات میں قریش کا سردار اور ابو مسعود ثقفی قبیلۂ ثقیف کا سردار۔ ہم دو بڑے لوگوں پر

تو وحی نہ آئے اور محمد ﷺ پر وحی نازل ہو جائے۔ (۳۰)

۱۹۔ ایک اور ملعون اُبّی بن خلف ایک بوسیدہ ہڈی ہاتھ سے مسل کر اور اُس کی خاک ہوا میں اُڑا کر ہنستا اور کہتا لو محمد ﷺ کا کہنا ہے کہ خدا اس ہڈی کو پھر زندہ کرے گا۔ (۳۱)

۲۰۔ بدبخت ابو لہب عزیز و اقارب کے بھرے مجمع میں آپ ﷺ پر برس پڑا!

تبالك سائر اليوم الهذا جمعتنا

سارا دن تجھ پر ہلاکت ہو۔ کیا تو نے اسی لئے ہمیں یہاں جمع کیا تھا۔

اور اس گستاخی کی پاداش میں عبرتناک موت سے دوچار ہوا۔ اس کی بدبخت بیوی ام جمیل جورات کے وقت آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے ڈال دیا کرتی تھی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے ذلیل ہو گئی۔ (۳۲)

۲۱۔ ایک اور بدبخت عقبہ بن ابی معیط آپ ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اس زور سے آپ ﷺ کو کھینچنے لگا (جب آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے) کہ آپ ﷺ کا دم ہی گھٹ جائے اور مر جائیں کہ اچانک اُدھر سے گزرتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس ظالم کو روکا اور ڈانٹا اور یہ آیت پڑھی!

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (۳۳)

”کیا تم ایسے شخص کو محض اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے اس دعویٰ پر دلیلیں بھی لے کر آیا ہے۔“

اس اور دیگر گستاخیوں کی بنا پر یہ ملعون عقبہ بن ابی معیط مقام صفراء (جنگ بدر) میں ذلت کے ساتھ مارا گیا۔

۲۲۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو قید کر دینے قتل کر دینے اور ملک بدر کر دینے کی سازشیں تیار ہو گئیں۔ (۳۴) مگر آپ صبر کرتے رہے اور عزم کا پہاڑ بنے رہے۔ (۳۵)

۲۳۔ اب آپ ﷺ کو ہجرتِ مدینہ کا حکم ہوا اور آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ عازم مدینہ ہوئے اور کچھ وقت دونوں غارِ ثور میں چھپے رہے تاکہ دشمن تعاقب میں ناکام رہے۔ (۳۶)

۲۴۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کو مخلص مہاجرین وانصار کے باہمی تعاون سے ایک نئی قوت ملی۔ (۳۷)

۲۵۔ ظالم وسفاک دشمن کے خلاف طاقت کے استعمال کی اجازت ملی۔ جہاد کا حکم نازل ہوا۔ (۳۸)

۲۶۔ اسلام وکفر کا پہلا عظیم معرکہ غزوۂ بدر برپا ہوا۔ اسلام کو عزت ملی۔ کفر کا زور ٹوٹا۔ (۳۹)

۲۷۔ مسلمانوں کے انتشار کے باعث غزوۂ اُحد میں خفت اٹھانا پڑی لیکن بڑا سبق مل گیا۔ (۴۰)

۲۸۔ غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) میں یہود، منافق اور عرب کے قبائل سب آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑے مگر مسلمان غزوۂ اُحد کا سبق سیکھ چکے تھے۔ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹے رہے۔ اور سرخرو ہوئے۔ (۴۱)

۲۹۔ واقعۂ حدیبیہ وبیعت رضوان : مسلمانوں کا ولولہ وجذبۂ ایثار، فداکارانہ جوش وللٰہیت کہ اب خود کفار صلح کی پیش قدمی پر آمادہ ہوگئے۔ (۴۲)

۳۰۔ اور اب مکہ مکرمہ کی عظیم فتح، توحید ورسالت کا بول بالا اور بت پرستی کے تابوت میں آخری کیل۔ (۴۳) اور مخلوق خدا کا جوق درجوق اسلام میں داخل ہونا۔

۳۱۔ ہوازن اور ثقیف کے کافر قبائل ابھی دل میں حسد لیئے بیٹھے تھے۔ حسد بُری بلا ہے ان کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے اور غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو عظیم کامیابی نصیب ہوئی۔ (۴۴)

۳۲۔ اسباب ووسائل کی پریشانیوں اور موسم کی سختی کے باوجود صحابہ کے زبردست اخلاص اور مخلص اہل ثروت کے مثالی مالی تعاون کے باعث غزوۂ تبوک میں بھی مسلمان سرخرو ہوئے اگرچہ بعض خطاکاروں کو غفلت پر تنبیہ بھی ہوئی۔ (۴۵)

۳۳۔ یہود بنی نضیر کی جلاوطنی، غداری کے باعث ان کی تذلیل اور منافقین کی فتنہ پردازی، ان کی اور ان کے حلیفوں کی ہلاکت وبربادی۔ (۴۶)

۳۴۔ واقعۂ افک : منافق عبداللہ بن اُبی اور اُس کے گروہ کی ذلت ورسوائی اور حضرت

عائشہ صدیقہؓ کی برأت اور ان کی عفت وپاکدامنی کی قرآنی تصدیق۔(۴۷)

۳۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال: انسانی تاریخ کا ایک تاریک دن، مسلمانوں کے لئے مصیبت عظمیٰ۔(۴۸)

سیرت اور حدیث شریف

قرآن مجید کی طرح کتب احادیث بھی صرف سیرت کی کتابیں نہیں ہیں بلکہ اُن میں واقعات سیرت کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے۔ چنانچہ علم حدیث کی تعریف کرتے ہوئے ماہرین علوم حدیث لکھتے ہیں۔

هو علم يعرف به مانسب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قولا اوفعلا او صفة او تقريراً

"حدیث ایسا علم ہے جس کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب اُمور کا علم حاصل ہوتا ہے خواہ وہ امور آپ ﷺ کے اقوال ہوں یا آپ ﷺ کے افعال آپ ﷺ کے شمائل و خصائل ہوں یا وہ امور جو آپ ﷺ کے علم میں آئے اور آپ نے ان پر سکوت اختیار فرمایا اور منع نہ فرمایا۔

اس طرح علم حدیث کے چار شعبے ہو گئے۔ ۱۔ اقوال وارشاداتِ رسولؐ، ۲۔ افعال و اعمالِ رسولؐ، ۳۔ شمائل وخصائلِ رسولؐ اور ۴۔ تقریر رسول ﷺ (یعنی اُمور مسکوت عنہا)

بعض اہل علم نے حدیث کو حدیث (بمعنی حادث۔ نئی بات) بہ نسبت قرآن کریم کہا جو قدیم ہے بعض نے فرمایا کہ!

وَاَمَّا بِنِعۡمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ۝ (۴۹)

اور اپنے رب کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے۔

کی نسبت سے اسے حدیث کہا گیا کہ یہ تحدیث نعمت ہے، قرآن و حدیث کے باہمی رشتے کے متعلق حضرت امام ابو حنیفہؒ ارشاد فرماتے ہیں!

لو لا السنة مافهم القرآن احد منا

''اگر حدیث نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی قرآن نہ سمجھ پاتا۔''

یعنی وہ تشریح و تفسیر قرآن ہے اور قرآن و حدیث و فقہ کے باہمی رشتے کے متعلق حضرت امام شافعیؒ نے ارشاد فرمایا!

جمیع ماتقوله الا ئمة شرح للسنة وجمیع ماتقوله السنة شرح للقُران

''جو کچھ آئمہ فقہ نے فرمایا وہ حدیث کی شرح ہے جیسا کہ جو کچھ حدیث میں ہے وہ قرآن کی شرح ہے۔''

سیرت اور حدیث کے باہمی رشتہ کے متعلق اہل علم نے فرمایا کہ یہ جزو اور کل کا رشتہ ہے کہ احادیث میں آٹھ ۸ طرح کے مضامین بیان کئے گئے ہیں جسے اُنہوں نے اس شعر میں جمع کیا ؎

سیر آداب و تفسیر و عقائد
فتن اشراط و احکام و مناقب

۱۔سیرت نبوی : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے تبلیغی، اصلاحی، انتظامی، عسکری، حالات وواقعات، آپ ﷺ کے شمائل، معمولات خصائل و معجزات وغیرہ۔

۲۔آداب معاشرت : کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، باہم گفتگو و باہم ملاقات کے آداب، سفر و حضر اور خوشی غمی کے مواقع کے آداب، مجلسی آداب وغیرہ۔

۳۔تفسیر : مختلف قرآنی آیات کی تشریح و تفسیر۔

۴۔عقائد : ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب وغیرہ، ایمانیات کا تفصیلی بیان۔

۵۔ فتن : مختلف فتنے جن سے مستقبل میں امتِ مسلمہ دوچار ہوگی اور آزمائشیں جو اُمت مین افتراق کا باعث ہوں گی۔

۶۔اشراطِ الساعة : علاماتِ قیامت، وہ نشانیاں جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی۔

۷۔احکام : مختلف شرعی احکام، حلال و حرام، طہارت، عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد وغیرہ) معاملات (وراثت، وقف، وصیت، نکاح، طلاق، حدود و تعزیرات

38193

وغیرہ) حقوق و فرائض واخلاق وغیرہ اُمور کی تشریح۔

۸۔ مناقب : خلفاء راشدینؓ، اہل بیتؑ، صحابہ کرامؓ، صحابیاتؓ، مجاہدین، شہداء کرام وغیرہ کے فضائل، تو حدیث اِن آٹھ علوم کے مجموعہ کا نام ہے جس میں ایک علم سیرت النبی ﷺ بھی ہے۔

سیرت نبوی ﷺ کے مآخذ

سیرت نبوی ﷺ کا سب سے پہلا ماخذ اور سب سے زیادہ معتبر تحریری ذخیرہ وہ ہے جو متعلقہ قرآنی آیات کی شکل میں اُمتِ مسلمہ کے پاس محفوظ ہے اور جس پر مختصراً پہلے روشنی ڈالی جاچکی ہے۔ اس کا دوسرا ماخذ اور معتبر تحریری ذخیرہ وہ ہے جو کتب احادیث میں شرح وبسط کے ساتھ موجود ہے۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد کی عظمت، اُن کے سیاسی وانتظامی کارنامے، آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اور پاکیزہ نسب نامہ، آپ ﷺ کا عقیقہ، تسمیہ، حضانت ورضاعت، شق صدر، کفالت ابو طالب، سفر تجارت اور امین کا لقب، آپ ﷺ کی پاکیزہ جوانی، شام کے سفر میں نسطورا راہب سے ملاقات۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح، نزول وحی، تبلیغ کا حکم، سابقین اوّلین کا اسلام، دشمنوں کی مزاحمت وایذا رسانی، سرداران قریش کی سازشیں، مال ودولت اور حکومت وریاست کا لالچ، مسلمانوں پر مظالم، معجزہ شق القمر، ہجرت بجانب حبشہ، مقاطعہ بنی ہاشم، غم کا سال، ابو طالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال، تبلیغ کے لئے طائف کا سفر، دشمنوں کا آپ ﷺ پر پتھر برسانا، آپ ﷺ کا زخمی ہونا اور پاؤں سے خون بہنا، واقعہ اسراء ومعراج، نکاح حضرت سودہؓ وحضرت عائشہؓ صدیقہ، مدینہ میں اسلام کی ابتداء، بیعتِ انصار، ہجرت مدینہ منورہ، تعمیر مسجد نبوی، مواخاتِ مہاجرین وانصار، یہود مدینہ سے معاہدہ، تحویل قبلہ، صفہ، پہلی اسلامی درسگاہ، حکم جہاد، غزوات وسرایا، (غزوہ بدر واحد وغیرہ)، صلح حدیبیہ اس وقت کے حکمرانوں کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط، غزوۂ خیبر، واقعہ فدک، آپ ﷺ کو زہر دینے کا واقعہ، تحریم متعہ، واقعہ لیلۃ التعریس، عمرۃ القضاء، نکاح حضرت میمونہ، غزوۂ موتہ، فتح مکہ مکرمہ، غزوۂ حنین، غزوۂ تبوک، واقعہ مسجد ضرار، وفود کی آمد، مباہلہ، حجۃ الوداع، سفر آخرت کی تیاری اور

علالت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال، حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خطبہ، تجہیز و تکفین نبوی، آپ ﷺ کی نماز جنازہ، مسلمانوں کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل، آپ ﷺ کے احوال و معمولات و معجزات وغیرہ۔ کتبِ احادیث میں سیرت کے مذکورہ واقعات و دیگر متعلقہ واقعات کا تفصیلی تحریری سرمایہ موجود ہے۔

معلوم ہوا سیرت نبوی کا پہلا تحریری سرمایہ خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ یہ حصہ گو عموماً مختصر اشاروں پر مشتمل ہے مگر اس میں آپ ﷺ کی سیرت و کردار کے تقریباً تمام اہم پہلو آگئے ہیں پھر کتب احادیث میں نہ صرف سیرت سے متعلق اِن قرآنی آیات کی تفصیل و تشریح موجود ہے، سیرت نبوی کے دیگر متعدد واقعات معتبر سندوں کے ساتھ بیان ہوئے ہیں اور یہ سیرت کا دوسرا معتبر تحریری سرمایہ ہے۔

بلاذری کی فتوح البلدان و دیگر تاریخی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں میں پڑھنے لکھنے کا رواج دیگر متمدن اقوام کی طرح گو بہت زیادہ نہ تھا تاہم متعدد افراد لکھنا جانتے تھے۔ مثلاً مکہ مکرمہ میں یہ حضرات لکھنا جانتے تھے۔ ۱۔ حضرت عمرؓ، ۲۔ حضرت عثمانؓ، ۳۔ حضرت علیؓ، ۴۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ، ۵۔ حضرت معاویہؓ، ۶۔ ابو سفیان بن حرب، ۷۔ حضرت العلا بن الحضرمیؓ، ۸۔ حضرت طلحہؓ، ۹۔ حضرت جہیم بن الصلتؓ، ۱۰۔ حضرت یزید بن ابی سفیان، ۱۱۔ حضرت ابان بن سعیدؓ، ۱۲۔ اُن کے بھائی حضرت خالد بن سعیدؓ، ۱۳۔ ابو حذیفہ بن عتبہ، ۱۴۔ حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد، ۱۵۔ حضرت حاطب بن عمرو، ۱۶۔ حویطب بن عبد العزی، ۱۷۔ عبد اللہ بن سعد، ۱۸۔ عامر بن فہیرہ، ۱۹۔ حضرت خدیجہؓ کے چچازاد ورقہ بن نوفل۔

مدینہ منورہ میں بھی اسی طرح متعدد افراد لکھنا جانتے تھے مثلاً ۱۔ حضرت کعب بن مالک انصاریؓ، ۲۔ حضرت انسؓ، ۳۔ حضرت ابی بن کعب، ۴۔ حضرت زید بن ثابت، ۵۔ سعد بن عبادہ، ۶۔ منذر بن عمرو، ۷۔ اُسید بن حضیر، ۸۔ رافع بن مالک، ۹۔ سعد بن ربیع، ۱۰۔ بشیر بن سعد، ۱۱۔ معن بن عدی، ۱۲۔ عبد اللہ بن ابی، ۱۳۔ اوس بن خولی، ۱۴۔ سوید بن الصامت، ۱۵۔ حضیر الکتائب، ۱۶۔ علاقہ جواثا کا بچہ جس نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کا تبلیغی خط پڑھ کر سنایا۔

اسلامی تعلیمات میں لکھنے پڑھنے کی جو اہمیت ہے اور جس کے نتیجہ میں بعد کے ادوار میں مختلف علوم و فنون کی اشاعت ہوئی اور وسیع پیمانے پر سیرت نبوی ﷺ پر بھی تحقیقات کا آغاز ہوا۔ اُس کا کچھ اندازہ درج ذیل باتوں سے ہو سکتا ہے۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اُس میں آپ ﷺ کو پڑھنے کا حکم فرمایا گیا۔

اقرأ باسم ربك الذی خلق ○ (۵۰)

"(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر جو قرآن (نازل ہوا کرے گا) اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے۔" (یعنی جب پڑھئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر پڑھا کیجئے۔) جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا۔

اور اس میں قلم (علمی حقائق کو تحریری طور پر منضبط کرنے) کو تعلیم اور لامتناہی علوم کی تحصیل کا ذریعہ بتایا گیا۔

اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ . عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَم ○ (۵۱)

"(آپ کا رب ایسا ہے) جس نے (لکھے پڑھوں کو) قلم سے تعلیم دی اور عموماً) انسان کو (دوسرے ذرائع سے) ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔"

۲۔ قلم کی عظمت کے پیش نظر قرآن مجید میں اُس کی قسم کھائی گئی!

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ○ (۵۲)

"قسم ہے قلم کی اور (قسم ہے) ان (فرشتوں) کے لکھنے کی" (جو کہ کاتب اعمال ہیں) اور اس کی عظمت مزید واضح کرنے کے لئے ایک قرآنی سورۃ کا نام القلم رکھا گیا۔

۳۔ نقد لین دین کے مقابل قرض لین دین میں چونکہ باہمی تنازعات کا امکان تھا قرآن مجید نے اسے قید تحریر میں لانے کی تاکید فرمائی!

اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ ○ (۵۳)

"جب تم ادھار کا معاملہ کرنے لگو ایک معین میعاد تک (کے لئے) تو

اُس کو لکھ لیا کرو''

اور فرمایا قرض وادھار کی بنیاد پر یہ لین دین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا سب کا یہی حکم ہے !

وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۞ (۵۴)

اور تم اس (دین) کے (باربار) لکھنے سے اکتایا مت کرو خواہ وہ (معاملہ)
چھوٹا ہو یا بڑا ہو''

۴۔ میت کے ورثاء کے ممکنہ تنازعات کے پیش نظر تحریری وصیت نامہ کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

ما حق امرءٍ مسلم له شي يوصى فيه يبيت ليليتين الا و
وصيته مكتوبة عنده ۞ (۵۵)

''جس مسلمان کے پاس وصیت کے لائق کچھ مال ہو اُسے حق نہیں کہ
وہ دو راتیں ایسی گزارے کہ اُس کا وصیت نامہ اُس کے پاس لکھا ہوا نہ
رکھا ہو۔

یعنی کسی مسلمان کو اپنے مال کی وصیت کے بارے میں بلاوجہ تاخیر اور سستی نہ کرنا چاہئے۔

۵۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت قریش مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زندہ گرفتار کرنے یا قتل کر دینے کے عوض علیحدہ علیحدہ ۱۰۰ سو ۱۰۰ سو اونٹ کے انعام کا اعلان کیا۔ سراقہ بن مالک بن جعشم اس انعام کے لالچ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں روانہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھبرائے تو سراقہ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اللّٰھم اصرعه ...... اے اللہ اسے پچھاڑ دے،

اللّٰھم اکفنا بما شئت ...... اے اللہ تو جس طرح چاہے اس سے ہماری کفایت فرما۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ اب سراقہ بڑا پریشان ہوا اور اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی کہ وہ دعا فرمائیں تاکہ اُسے اس مصیبت سے نجات مل سکے کیونکہ سراقہ کو یقین ہو گیا تھا کہ آپ کے ساتھ خدائی نصرت و

مدد شامل ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور اُسے اس مصیبت سے نجات ملی اُس کی درخواست پر آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سراقہ کے لئے معافی اور امن نامہ لکھ دیں اور اب سراقہ کو مکمل اطمینان حاصل ہوا کہ مستقبل میں اگر آپ ﷺ غالب ہوئے تو اُسے امان ہے۔ یہ امان نامہ لے کر سراقہ واپس ہوا اور دوسرے تعاقب کرنے والوں کو یہ کہہ کر واپس کرتا رہا کہ تمہارے تعاقب کی ضرورت نہیں۔ میں آگے تک دیکھ آیا ہوں۔

۶۔ ابتداً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات کے علاوہ کچھ اور لکھنے سے بعض حضرات کو منع فرمادیا تھا۔ (۵۶) تاکہ قرآن و حدیث باہم خلط ملط نہ ہو جائیں مگر بعد میں آپ نے یہ حکم منسوخ فرمادیا اور اجازت دے دی، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا!

> **قیدوا العلم . قلت و ما تقییدہ ؟ قال کتابتہ**
>
> ''علم کو قید کرو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اُس کے قید کرنے کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا علمی حقائق کو قلمبند کرلینا۔''

۷۔ آپ ﷺ کی اسی اجازت کا نتیجہ تھا کہ بعض صحابہؓ نے اپنے فائدہ اور دوسروں کے افادے کے لئے احادیث پر مشتمل چھوٹے بڑے تحریری مجموعے مرتب کئے تھے مثلاً حضرت رافع بن خدیجؓ نے خولانی چمڑے پر لکھ کر یہ حدیث محفوظ کرلی تھی کہ مدینہ ایک حرم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا تحریری مجموعہ جس کا نام انہوں نے الصحیفۃ الصادقہ (سچے ارشادات پر مشتمل مجموعہ) رکھا تھا خاصا ضخیم تھا اور محققین کے اندازہ کے مطابق ۵۳۶۴ سے زیادہ احادیث پر مشتمل تھا۔ ایک موقعہ پر انہوں نے اس کے بارے میں حضرت مجاہدؒ سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا!

> **ھٰذہ الصادقۃ ماسمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بینی و بینہ احد**
>
> ''اس مجموعہ الصادقہ میں وہ احادیث ہیں جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں سنیں کہ میرے اور آپ ﷺ کے علاوہ

درمیان میں اور کوئی نہ تھا۔"

یہ مجموعہ بعد میں ان کا خاندانی ورثہ بن گیا اور دیگر محدثین کی طرف منتقل ہوا۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی ایک مجموعہ حدیث مرتب فرمایا تھا۔ جس میں قصاص، دیت، فدیہ وغیرہ مسائل سے متعلق احادیث جمع فرمائی تھیں۔ حضرت انسؓ نے بھی احادیث میں ایسے ہی متعدد مجموعے مرتب فرمائے تھے۔ احادیث کے بعض ایسے ہی مجموعے وہ بھی تھے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بعض پہلوؤں پر بھی روشنی پڑتی تھی۔ یہ سب کچھ پہلی صدی ہجری میں ہوا۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری اور بعد کے ادوار میں تو سیرت پر باقاعدہ کتابیں مرتب ہوئیں جو بعد کے سیرت نگار محققین کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوئیں۔

سیرت۔ اسماء الرّجال۔ طبقات

سیرت نبوی ﷺ سے متعلق قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں چونکہ کافی معتبر تحریری ذخیرہ موجود ہے اس لئے گزشتہ اوراق میں کسی قدر تفصیل سے اس کا بیان ہوا۔ بعد میں سیرت نگاروں نے واقعات کے بیان میں اتنی احتیاط روا نہ رکھی۔ ابتداءً بلاشبہ سیرت نگار محتاط تھے۔ مثلاً حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نواسے اور حضرت زبیرؓ کے صاحبزادے حضرت عروہ بن زبیرؓ (م ۹۴ھ) جو بقول علّامہ ذہبیؒ کان عالماً بالسیرۃ (سیرت کے بڑے عالم تھے) اور بعض کے نزدیک مغازی پر کتاب کے سب سے پہلے مدوّن تھے، روایات کے بیان میں کافی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ اسی طرح مشہور محدّث امام شعبیؒ (م ۱۰۹ھ)، حضرت ابو ھریرہؓ کے مشہور شاگرد حضرت وہب بن منبہؒ (م ۱۱۴ھ)، حضرت انسؓ کے شاگرد حضرت عاصم بن عمر انصاری (م ۱۲۱ھ)، امام بخاری کے شیخ الشیوخ تابعی و مشہور محدّث حضرت محمد بن مسلم بن شہاب زھریؒ (م ۱۲۴ھ)، جنہوں نے متعدد صحابہؓ کو دیکھا اور بعض کے نزدیک جن کی "کتاب المغازی" اس فن کی سب سے پہلی تصنیف ہے اور جن کے دو عظیم شاگردوں موسیٰ بن عقبہؒ (م ۱۴۱ھ) اور محمد بن اسحٰق (م ۱۵۱ھ) نے مضامین مغازی کو انتہائی بلندیوں تک پہنچادیا۔ امام زھریؒ کے یہ دونوں لائق شاگردان کی طرح تابعی ہیں موسیٰ

بن عقبہؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جبکہ محمد بن اسحٰقؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ عبدالملک بن ھشام (م ۲۱۸ھ) جن کی "سیرت ابن ھشام" غالباً پہلی سیرت کی کتاب ہے جس میں مضامین سیرت نبوی ﷺ کو "مغازی" کے بجائے لفظ "سیرت" سے تعبیر کیا گیا، محمد بن سعدؒ (م ۲۳۰ھ) جو مشہور مورخ بلاذری کے اُستاد اور جن کی بارہ ۱۲ جلدوں پر مشتمل مشہور عالم کتاب "طبقات ابن سعد" ہے۔ (جس کی دو جلدیں خاص حضور ﷺ کی سیرت اور باقی دس جلدیں صحابہؓ و تابعینؒ کے حالات سے متعلق ہیں) محمد بن عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) جن کی کتاب الشمائل النبویة و الخصائل المصطفویه (یا شمائل ترمذی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا و خصائل و عادات سے متعلق غالباً سب سے زیادہ خوبصورت اور معتبر کتاب ہے اور امام طبریؒ (م ۳۱۰ھ) بھی روایت میں احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس دور میں سیرت پر ایسی کتابیں بھی لکھی گئیں جن میں من گھڑت دلچسپ قصے اور غیر معتبر روایتیں بھی شامل کرلی گئیں مثلاً محمد بن عمر واقدی (م ۲۰۷ھ) کی "کتاب السیرۃ" اور "کتاب التاریخ والمغازی والمبعث" جسے امام شافعیؒ نے جھوٹ کا پلندہ قرار دیا۔

سیرت نگاری میں اسی بے احتیاطی کے سدباب کے لئے مسلمانوں کا عظیم الشان "فن اسماء الرّجال" ایجاد ہوا۔ محققین فن نے راویوں کے حالات معلوم کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا۔ سیرت و حدیث سے متعلق راویوں کے گھروں پر جاتے، اُن کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کے بارے میں چھان بین کرتے۔ اس طرح راویانِ حدیث و سیرت کے بارے میں معلومات کا عظیم ذخیرہ جمع ہوگیا جو فن اسماء الرّجال کی کتابوں مثلاً علامہ مزی (یوسف بن الذکی) کی "تہذیب الکمال"، علامہ ذھبی کی "تذکرۃ الحفاظ" اور "میزان الاعتدال"، علامہ ابن حجرؒ کی "لسان المیزان" اور "تہذیب التھذیب" (بارہ جلدیں) امام بخاریؒ کی "تاریخ کبیر" اور "تاریخ صغیر" ابن حبان کی "ثقات" اور سمعانیؒ کی "انساب" وغیرہ میں موجود ہے۔ اس شعبہ میں ایسی عظیم تحقیق تاریخ انسانی میں اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اسی سے متاثر ہو کر جرمنی کے مشہور فاضل ڈاکٹر اسپرنگر جو عرصہ تک ایشیاٹک سوسائٹی، کلکتہ سے وابستہ رہے اور جن کی تصحیح سے علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی مشہور عالم کتاب الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (چار ۴ جلدوں پر مشتمل علامہ کا یہ عظیم علمی شاہکار جس میں ۱۲۲۹۵ صحابہ کرامؓ، صحابیاتؓ،

تابعین و تابعاتؒ کے تحقیقی احوال ہیں) کلکتہ سے شائع ہوئی لکھتے ہیں!

> "نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ ۵ لاکھ شخصیتوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔"

سیرت۔ فن اسماء الرجال اور طبقات تینوں ہی اسلامی سوانحی ادب کی اصناف ہیں تاہم تینوں کا اپنا علیحدہ علیحدہ مقام اور اپنی علیحدہ علیحدہ خصوصیات ہیں۔ سیرت اور فن اسماء الرجال کے متعلق تو اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔ طبقات کے متعلق ہمیں اس طرح سمجھنا چاہئے کہ کسی مخصوص نقطۂ نظر سے وابستہ افراد یا کسی مخصوص دور کے لوگوں یا کسی مخصوص طبقہ و گروہ کو پیشِ نظر رکھ کر جب لوگوں کے حالات قلمبند کئے جائیں تو ایسی تالیفات کو "طبقات" کا نام دیا جاتا ہے مثلاً محمد بن سعدؒ کی "طبقات ابن سعد" جن کی آخری دس جلدوں میں صحابہ و تابعین کے مختلف طبقات کے حالات و واقعات جمع کئے گئے ہیں یا مثلاً عبدالرحمٰن السلمی کی "طبقات الصوفیہ" جس میں حضرات صوفیاء کرام کے مختلف طبقات کے بارے میں معلومات جمع کی گئی ہیں۔

سیرت سے متعلق مباحث و عنوانات

اسلام کی ابتدائی دو صدیوں میں صرف مغازی کے بیان کو ہی سیرت سمجھا جاتا تھا، چنانچہ کیا امام زھریؒ، موسیٰ بن عقبہؒ، محمد بن اسحٰقؒ، اور کیا ابن ھشامؒ اور واقدی سب کے یہاں غزوات و سرایا کے بیان ہی کا نام سیرت ہے۔ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ نے پہلی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کے بیان کو اور آپ ﷺ کے اخلاق، عادات، معمولات، خصائل و شمائل کو سیرت کر کے پیش کیا۔ بعد کے ادوار میں سیرت کی ایسی کتابیں شائع ہوئیں جن میں دوستوں، دشمنوں کے ساتھ دوران جنگ مختلف سلوک و معاملات اور صلح و جنگ کے مختلف قوانین کو سیرت کا نام دیا گیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ سیرت سے متعلق مباحث و عنوانات میں وسعت و تبدیلی آتی گئی، یہاں تک کہ موجودہ دور میں لفظ سیرت اپنے وسیع ترین مفہوم میں استعمال ہونے لگا۔ شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی کی سات جلدوں پر مشتمل سیرۃ النبی ﷺ

میں لفظ سیرت اپنے وسیع ترین مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے حالات وواقعات کے علاوہ اعتقادات (ایمان باللہ، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، ایمان بالرسل، ایمان بالیوم الآخر، ایمان بالقدر اور ایمان بالبعث)، جسمانی و مالی عبادات (نماز، زکوٰۃ روزہ، حج، جہاد) قلبی و باطنی عبادات (تقویٰ، اخلاص، توکل، صبر، شکر) معاملات (وراثت، وصیت، وقف وغیرہ) جنایات یا عقوبات (قصاص، حدود، تعزیرات) مناکحات (نکاح، طلاق وغیرہ) معاوضات (خرید و فروخت وغیرہ) مخاصمات (باہمی جھگڑوں کے فیصلے)، امانات (امانتیں، رہن وغیرہ)، مزاجر (قتل نفس، کسی کی آبروریزی و پردہ دری، زبردستی بھتہ لینے یا قطع بیضہ و اسلام سے انحراف پر زجر)، عادات (ماکولات، مشروبات، مسکونات، ملبوسات، وغیرہ)، حقوق و فرائض، فضائل و رذائل اخلاق، آدابِ معاشرت، اسلامی اقتصادیات و سیاسیات وغیرہ کی مباحث بھی متعلقات سیرت نبوی ﷺ کے طور پر پیش کی گئیں ہیں۔

ڈاکٹر محمد حسین ہیکل کی ''سیرۃ الرسول'' میں اسلام کا دیگر ادیان سے تقابل، خصوصاً اسلام و عیسائیت کی آویزش، اسلامی معاشرت و مغربی معاشرت پر بحث، قبل اسلام سرزمین عرب پر نصرانیت، یہودیت، بت پرستی و مجوسیت کے اثرات، عرب کا جغرافیہ، اجتماعی نظام و عرب کی قدیم حکومتیں، بحرۂ روم و بحرۂ قلزم کے ساحل پر ابھرتا ہوا تمدن۔ مسیحیت و دین زرتشت، قسطنطنیہ و روم، عیسائیوں کے مختلف فرقے۔ دین زرتشت میں اختلافات، یمن کا تمدن، وہاں کے یہود و نصاریٰ اور اُن پر ایرانی تسلط، مآرب کے بند کی شکست و ریخت، حضرت ابراہیمؑ و حضرت سارہ کے مصر کے حالات سے لے کر عبداللہ بن عبدالمطلب تک کے حالات کا سلسلہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرۂ طیبہ، آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف واقعات، حضرت فاطمہؓ کی میراث طلبی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی وراثت تک کے مباحث ہیں۔

قاضی سلیمان منصورپوری کی ''رحمۃ للعٰلمین'' میں کتاب کا آغاز ہی دوہزار قبل مسیح میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش سے ہوتا ہے۔ پھر آپ کا مصر جانا۔ شہزادی مصر، حضرت ہاجرہ سے آپ کا نکاح، حضرت اسمٰعیل کے بارہ ۱۲ بیٹے، چار بیویوں سے حضرت

یعقوب کے بارہ ۱۲ بیٹے۔ قبل نبوت عرب کے مذاہب، پھر واقعاتِ سیرت نبوی ﷺ اور خلق محمدی ﷺ آپ ﷺ کا پاکیزہ نسب نامہ، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ ﷺ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ اور والدہ محترمہ سیدّہ آمنہ تک مشاہیر کے حالات، اولاد ابو طالب میں حضرت عقیلؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد کے شجرے۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ اور ابو لہب کی اولاد کا بیان۔ آپ ﷺ کی پھوپیوں حضرت بیضاء، اُمیمہ، عاتکہ، صفیہ، برّہ، اور اروی کا بیان حضرت آمنہ کا شجرۂ نسب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادگان حضرت قاسم، عبداللہ (طیّب و طاہر)، ابراہیم، آپ کی صاحبزادیوں حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم اور سیدّہ فاطمہؓ کے حالات، اولاد امجاد حضرت امام حسن وامام حسین، امام زین العابدین کے پانچ فرزندگان کے شجرے، اُمہات المومنین، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، سودہؓ، عائشہؓ، حفصہؓ، زینبؓ بنت خزیمہ، امّ سلمہؓ، زینبؓ بنت جحش، جویریہؓ، امّ حبیبہؓ، صفیہؓ اور حضرت میمونہؓ کے حالات اور تعددّ ازواج کی بحث، اُمہات المومنین کے فضائل اور ان کے کارنامے۔ بیان غزوات وسرایا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت، آپ ﷺ کا رحمۃ للعٰلمین ہونا۔ آپ ﷺ کی شانِ محبوبیت، دنیا کے مشہور سن اور تاریخیں اور ان کا سن ہجری سے تطابق، خصائص نبوی، خصائص قرآن اور خصائصِ اسلام۔

محمد ادریس کاندھلویؒ کی سیرۃ المصطفیٰ میں واقعات سیرت کے علاوہ افضلیت ابوبکر صدیقؓ، بیعت خاصہ وبیعت عامہ، حیات نبوی، تعددّ ازواج، فوائدِ حجاب وبے حجابی کے مفاسد، تشبہ بالکفار کی ممانعت اور تشبہ بالاغیار کے نقصانات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزاتِ عقلیہ، علمیہ وعملیہ، انبیاء علیہم السلام کی آپ ﷺ کے لئے بشارتیں، اور آئندہ واقعات کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں وغیرہ کا تفصیلی بیان ہے۔

اس طرح ہم درج ذیل دواہم نتیجے اخذ کر سکتے ہیں کہ!

۱۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں سیرت نبوی ﷺ سے متعلق واقعات وحقائق سن وار اور ترتیب وار نہ تھے۔ فن سیرت نے ہماری یہ ضرورت پوری کی کہ سیرت نبوی ﷺ کے واقعات ترتیب کے ساتھ ہمارے سامنے آگئے اور!

۲۔ دوسرے یہ کہ سیرت نگاروں کی واقعات کے بیان میں ترجیحات بدلتی رہیں اور لفظ "سیرت" وسیع سے وسیع تر مفاہیم اختیار کرتا گیا کہ بعض حضرات کے نزدیک شریعت کا ایک بہت بڑا حصہ سیرت نبوی کے ضمن میں آگیا۔

اس مضمون کی تحریر کے دوران درج ذیل کتابوں سے مدد لی گئی

۱۔ المنجد فی اللغۃ (بیروت)، ۲۔ عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، ۳۔ امام بخاری، صحیح بخاری، ۴۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، ۵۔ شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر، ۶۔ رفیع عثمانی، کتابت حدیث، ۷۔ محمد ابراہیم سجاولی، مقدمہ دورۂ حدیث، ۸۔ شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، ۹۔ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل، حیات محمد، ۱۰۔ قاضی سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعلمین، ۱۱۔ حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، قصص القرآن، ۱۲۔ محمد ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، ۱۳۔ نور بخش توکلی، سیرۃ رسول عربی۔ ۞

حوالہ جات

۱۔ سورۂ قصص آیت ۲۹،

۲۔ سورۂ روم آیت ۹،

۳۔ سورۂ طور آیت ۱۰،

۴۔ سورۂ طٰہٰ آیت ۲۱،

۵۔ سورۂ ہود آیت ۱۲۰،

۶۔ سورۂ الفتح، آیت۔ ۲۹،

۷۔ سورۂ صف، آیت۔ ۶،

۸۔ سورۂ توبہ، آیت ۱۲۸،

۹۔ رواہ ابن مردویہ دیکھیں زرقانی، شرح مواہب ص ۶۷، ج۔ ۱،

۱۰۔ سورۂ قریش، آیت۔ ۴،

۱۱۔ سورۂ والضحیٰ، آیت ۶،

۱۲۔ سورۂ القلم، آیت۔ ۴،

۱۳۔ سورۂ انعام، آیت۔ ۵۰،

۱۴۔ سورۂ کہف، آیت۔ ۶، و سورۂ آل عمران، آیت۔ ۱۵۹،

۱۵۔ سورۂ عنکبوت، آیت ۴۸،

۱۶۔ سورۂ النساء، آیت ۱۱۳،

۱۷۔ سورۂ البقرہ، آیت ۱۴۶،

۱۸۔ سیرت ابن ہشام / ج۔ ۱، ص ۶۲،

۱۹۔ سورۂ یٰس، آیت ۶۹،
۲۰۔ سورۂ الاحقاف، آیت ۱۵،
۲۱۔ سورۂ العلق، آیت ۱ تا ۵،
۲۲۔ سورۂ المدثر، آیت ۱ تا ۷،
۲۳۔ سورۂ حجر، آیت ۹۴،
۲۴۔ سورۂ انبیاء، آیت ۴۱،
۲۵۔ سورۂ انعام، آیت ۶۶،
۲۶۔ سورۂ نمل، آیت ۷۰،
۲۷۔ سورۂ الرعد، آیت ۳۱،
۲۸۔ سورۂ یونس، آیت ۱۵،
۲۹۔ سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۵۹،
۳۰۔ سورۂ زخرف، آیت ۳۱،
۳۱۔ سورۂ یٰس، آیت ۷۸،
۳۲۔ سورۂ اللھب،
۳۳۔ سورۂ المومن، آیت ۲۸،
۳۴۔ سورۃ انفال، آیت ۳۰،
۳۵۔ سورۂ احقاف، آیت ۳۵،
۳۶۔ سورۂ توبہ، آیت ۴۰،
۳۷۔ سورۂ توبہ، آیت ۱۰۰،
۳۸۔ سورۂ انفال، آیت ۶۰،
۳۹۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۲۳ تا ۱۲۷،
۴۰۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۳۹ تا ۱۴۰،
۴۱۔ سورۂ احزاب، آیت ۹ تا ۲۷،
۴۲۔ سورۂ الفتح، آیت ۱۸، ۱۹،
۴۳۔ سورۂ نصر، آیت ۱۔۲،
۴۴۔ سورۂ توبہ، آیت ۲۵ تا ۲۷،
۴۵۔ سورۂ توبہ، آیت ۳۸، ۱۱۸،
۴۶۔ سورۂ حشر، آیت ۲ تا ۵،
۴۷۔ سورۂ نور، آیت ۱۱ تا ۱۷،
۴۸۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۴۴،
۴۹۔ سورۂ والضحیٰ آیت ۱۱،
۵۰۔ سورۂ خلق، آیت ۱،
۵۱۔ سورۂ خلق، آیت ۵،
۵۲۔ سورۃ القلم، آیت ۱،
۵۳۔ سورۂ البقرۃ، آیت ۲۸۲،
۵۴۔ سورۂ البقرۃ ۲ آیت ۲۸۲
۵۵۔ بخاری کتاب الوصایا،
۵۶۔ صحیح مسلم، کتاب الزھد ص ۴۱۴ ج۔۲،